کتاب نما

Islam and Western Civilization (اسلام اور مغربی تہذیب)، اقبال ایس حسین۔ ناشر: ہیومینٹی انٹرنیشنل، پوسٹ بکس نمبر ۶۰۳۶، لاہور۔ صفحات: ۳۳۳۔ قیمت: ۳۵۰ روپے۔

اسلام اور عیسائیت کے درمیان گذشتہ پندرہ صدیوں میں سیکڑوں معرکے ہوئے۔ صلیبی جنگوں اور نوآبادیاتی نظام کے اثرات نسل در نسل محسوس کیے جاتے رہے ہیں۔ بیسویں صدی میں جنگِ عظیم اول و دوم، روس کے انقلاب اکتوبر اور زوال اشتراکیت کے اثرات براہ راست مختلف قوموں اور عالم انسانیت پر مرتب ہوئے۔ اکیسویں صدی کے عین آغاز سے قبل، خاتمہ تاریخ اور تہذیبی تصادم جیسے نظریات نے ذرائع ابلاغ کے ذریعے شہرت پائی اور یوں محسوس ہونے لگا کہ آنے والے زمانے میں مذاہب (خصوصاً اسلام) کو شدید ہزیمت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس صورت حال میں ایک ایسی جامع تحریر کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی جس میں نہ صرف جدید نظریات کا خالص علمی انداز میں جائزہ لیا جائے بلکہ سرمایہ داری اور مادہ پرستی کے جو اثرات امریکی اور یورپی معاشرے پر مرتب ہو رہے ہیں، ان پر بھی قلم اٹھایا جائے۔

زیرنظر کتاب کے مصنف تہذیب و تاریخ اور سیاسیات و عمرانیات پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ انھوں نے اپنے وسیع مطالعے اور یورپ خصوصاً برطانیہ اور جرمنی میں تین عشروں تک اپنے قیام کے بعد جو نتائج اخذ کیے، انھیں زیرنظر کتاب میں سمو دیا ہے۔ ان کی فکر و سوچ کا انداز تحقیقی و تجزیاتی ہے اور جس بات کو وہ صحیح (یا غلط) سمجھتے ہیں، اس کے لیے دلائل و براہین پیش کرتے ہیں۔ ان کی فکر کا ماخذ اسلام کی روشنی اور انسانیت سے محبت ہے۔

چار مرکزی موضوعات کے گرد پھیلے ہوئے تیرہ ابواب میں مصنف نے اسلام کی دعوت، مغربی افکار و نظریات اور مغربی معاشرے کے اپاہج پن پر جامع انداز میں روشنی ڈالی ہے۔ فکروفن کی دنیا میں کوئی تحریر حرفِ آخر نہیں ہوتی تاہم اس کتاب کو اسلام کے بارے میں مغربی سوچ اور رویوں کا ایک جامع مطالعہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

باب اول: انبیاؑ (خصوصاً سید الانبیاؐ) کے پیش کردہ عالمی نظام کے خدوخال، (یہاں دور خلفاے راشدین کی عدم شمولیت کھٹکتی ہے)۔ باب دوم: مذہب و سائنس۔ باب سوم: اسلامی بنیاد پرستی۔ مصنف نے یہ

ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اسلام اور دہشت گردی میں بعد المشرقین ہے۔ اس باب میں مصنف نے اسلام کے بارے میں مغرب کی غلط فہمیوں اور مسلمانوں کے خلاف اس کے معاندانہ رویے کا عمدہ تجزیہ کیا ہے۔ ان کا یہ سوال بہت اہم اور بجا ہے کہ مغرب' زوال اشتراکیت سے پہلے افغانستان اور کشمیر میں مسلم جہادی تحریکوں کا موید تھا' مگر اب اسے ایسی تحریکوں میں دہشت گردی کیوں نظر آتی ہے؟ پھر یہ کہ بوسنیا میں خود مغرب کا کیا رویہ رہا ہے؟ باب چہارم: خطبہ حجتہ الوداع کے نکات (ان کو پہلے باب میں شامل کیا جاتا تو زیادہ مناسب تھا)۔ باب پنجم: مغربی تعلیم' اسلامی تشخص کے لیے ایک چیلنج۔ مسلمانوں کی تعلیمی خدمات۔ باب ششم: اسلام اور تصوف۔ باب ہفتم: مقصد تخلیق جیسے موضوعات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ باب ہشتم: نو آبادیاتی نظام۔ یہ باب انتہائی دلچسپ ہے۔ مصنف نے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ دیگر ممالک کو غلام بنانے اور ان کے عوام کو بدترین ایذا پہنچانے کا سہرا (مسخ شدہ) عیسائیت کے سر ہے۔ مصنف نے چارلس ڈارون کے نظریہ ارتقا پر بھی منطقی روشنی ڈالی ہے۔ باب نہم: مغربی تہذیب' یہ بھی اس کتاب کا ایک اہم حصہ ہے تاہم یہ کہنا کہ سرمایہ داری مغرب کا نیا مذہب ہے' غلط ہے کیونکہ مسیحؑ کی تعلیمات کو بگاڑنے اور دوزخ شکم بھرنے کے لیے نئے نئے افکار و نظریات کی اختراع کوئی نیا کام نہیں ہے۔ مغرب میں ہر بات پر اختلاف ہو سکتا ہے' لیکن مادہ پرستی کی غالب حیثیت اور اس کے نظریہ زندگی ہونے پر کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا اور اسی چیز کو انھوں نے انسانی حقوق اور خوش حال زندگی کے پردوں میں چھپا رکھا ہے۔

باب دہم: عالمی تہذیبوں کا باب مختصر ہے۔ اس موضوع پر قدرے تفصیلی گفتگو اس کتاب کو زیادہ وقیع بنا دیتی۔ گیارھویں' بارھویں اور تیرھویں ابواب کے موضوعات: مغرب میں اسلام کا ورثہ' اسلام اور ریاست اور حقائق اسلام کا انکشاف ہیں۔ آخر میں بعض نامور نومسلموں کے قبول اسلام کی وجوہ واحد متکلم میں دی گئی ہیں اور سب سے آخر میں تاریخ اسلام کے اہم واقعات کا سنین وار خاکہ ہے۔ تہذیبی مباحث میں تشدد' انتہا پسندی' تہذیب کا زندگی سے تعلق' نظریہ زندگی اور معاشرہ اور تصور آخرت کے زندگی پر اثرات پر درمیانے درجے کی بحث ہے۔ مصنف نے پروفیسر ہنٹنگٹن کے تہذیبی تصادم کے نظریے کو رد کیا ہے۔ اقبال ایس حسین لکھتے ہیں: "ماضی میں دوسری قوموں کا معاشی اور سیاسی استحصال ہوتا رہا ہے اور مستقبل میں بھی یہی چیز سرفہرست رہے گی۔ مستقبل میں جو تنازعات سر اٹھائیں گے ان کے لیے سائنس' ٹیکنالوجی' ماحول اور انسانی حقوق کے ہتھیار استعمال کیے جائیں گے۔ بوسنیا' وسطی ایشیا اور شمالی افریقہ کی تہذیبی یکجائی کو نسلی اختلاف نے پارہ پارہ کر دیا اور ہارورڈ یونی ورسٹی کے پروفیسر کا نظریہ غلط ثابت ہو گیا"۔

مصنف نے اسلام اور عیسائیت و یہودیت کے مابین مشترکہ نکات کی وضاحت بھی کی ہے۔ تعارف میں لکھا ہے کہ میں نے مشرق (بہ معنی اسلام) اور مغرب (بہ معنی الحاد و عیسائیت) کے درمیان مکالمے کا آغاز کر

دیا ہے۔ یہاں اسلامی احیائی تحریکوں کا تذکرہ بھی آ جاتا تو بہتر تھا۔ مصنف نے کتاب کو ایک عمدہ اور سلیس انداز بیان' استدلال اور مغربی افکار ہی سے استنباط کے ذریعے ایک قابل قدر علمی تحریر بنا دیا ہے۔ اقبال ایس حسین نے نہ صرف انگریزی دان طبقے بلکہ غیر مسلم دانش وروں کے لیے بھی ممکنہ مکالمے اور اسلام کے بارے میں غورو فکر کا راستہ کھولنے کی جاندار کوشش کی ہے۔ ہمیں ان کی اس رائے سے کامل اتفاق ہے کہ مغرب نے' جس کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی' وہ مذہب اسلام ہے' حالانکہ دورِ حاضر میں عالمِ انسانیت کے لیے اسلام کی معنویت مسلم ہے۔

علما' محققین' دانش وروں' قانون کے طلبہ اور سیاسیات و ابلاغ سے وابستہ افراد' نیز تہذیب کے موضوع پر کام کرنے والے طلبہ کے لیے یہ ایک نادر تحفہ ہے۔ معیار طباعت بہت عمدہ ہے۔ (محمد ایوب منیر)

پل صراط' اللہ بخش کلیار۔ مطبع: نیو فائن پرنٹنگ پریس ۷۶ لٹن روڈ' لاہور۔ صفحات: ۳۵۰۔ قیمت: درج نہیں ہے۔

مصنف کا تعلق پنجاب کے ایک (سرکاری طور پر) پس ماندہ ضلع' جھنگ کے ایک دور افتادہ گاؤں "کلیاروالا" سے ہے۔ وہ سول سروس میں ایک اچھے' اونچے منصب پر فائز ہیں اور جیسا اس کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک دردمند' دیانت دار اور باضمیر انسان ہیں۔ (حالانکہ افسر شاہی میں داخل ہونے اور بااختیار منصب پر فائز ہونے کے بعد بسااوقات ضمیر کو موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔) احساس و ضمیر نے ان کے اندر خدمت خلق کے جذبے کو تحریک دی اور انھوں نے اپنے پس ماندہ گاؤں سے قریبی قصبے تک' ایک سڑک اور نہر پر ایک پل کی تعمیر کے لیے دوڑ دھوپ شروع کی۔ یہ ان کی زندگی کا اہم ترین خواب تھا جو کئی برسوں پر پھیلی ہوئی طویل اور ان تھک تگ و دو اور مخالف و بے ایمان عناصر اور مزاحم و بدعنوان قوتوں سے کش مکش کے بعد بالآخر شرمندۂ تعبیر ہوا۔ سڑک بھی بنی' پل بھی بنا' علاقے کو تعلیم' رسل و رسائل اور علاج معالجے کی بہتر سہولتیں میسر آئیں۔ "ہمارا علاقہ جو متحرک زندگی سے بالکل الگ تھلگ اور کٹا ہوا تھا' قومی زندگی کے دھارے میں شامل ہو گیا۔ میری نہایت معمولی زندگی کا یہ ایک نہایت معمولی واقعہ ہے۔ پل صراط سے گنہگار کا رینگ رینگ کر گزر جانے کا سا"۔ مصنف کے نزدیک یہ ایک طرح کا "روحانی سفر" تھا' جسے انھوں نے وطن عزیز کی سیاسی' معاشی اور اقتصادی صورت حال کے تناظر میں بیان کیا ہے۔ چنانچہ یہ کتاب ایک طرح سے ہمارے معاشرے کی پچاس برس کی تاریخ ہے اور ہماری زندگی کے سیاسی' اقتصادی اور مذہبی مسائل اور ان کے نتیجے میں پیش آمدہ المیوں کا تجزیہ بھی۔

مصنف کے ہاں مظلوم طبقوں' بطور خاص دیہی عوام کی ذلتوں' خواریوں' محرومیوں اور مایوسیوں کا